کلیات یاس یگانہ۔۔ایک مطالعہ

ماجد مشتاق رائے

Majid Mushtaq Rai

Lecturer, Govt. College University, Faisalabad.

مطلوب حسین

Matloob Hussain

Lecturer, Govt. College, Sahiwal

Abstract:

Yaas Yagana Changezi is one of the famous Urdu poets. He is renowned as Ghalib Shiken(غالب شکن). He has done lot of literary work on Urdu poetic uroz on his poetry with respect of Kuliyat-e-Yagana edited by Mushfiq Khawaja. This article also determined the effort to compile this book by Mushfiq Khawaja. This article also has an important in the Urdu Tadveen by which the students of Urdu literature can seek importance and basics of Urdu Tadveen.

کلیات یگانہ کی تدوین کے حوالے سے بات کرنے سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا ہوگا کہ تدوین دراصل ہے کیا؟ اس کی اہمیت اور ادب میں مقام ومرتبہ کیا ہے اور یہ فن کن امور کا متقاضی ہے۔ایک مدون کو کن اصولوں اور قواعد کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔اس کو کیسے کیسے دشوار گزار صحراؤں کی خاک چھاننی پڑتی ہے۔کون سی سنگلاخ زمینوں کا سینہ چاک کر کے آبِ حیات کے چشمے جاری کرنے پڑتے ہیں اور ان سب نامساعد حالات سے کیونکر سینہ سپر ہونا پڑتا ہے۔ڈاکٹر نور السلام صدیقی تدوین کے فن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

> ''تدوین یعنی متن کی تصحیح وترتیب دراصل ایک عملی فن ہے جس میں مدون کتاب اپنی پوری توجہ اور محنت سے کسی مصنف کی کتاب کو پوری صحت کے ساتھ ترتیب دیتا ہے۔سب سے پہلے تو وہ اصل متن کی تلاش کرتا ہے خواہ وہ ایک جگہ ہو یا اس کے اجزا منتشر حالتوں میں مختلف جگہوں پر ہوں، اسے فراہم کرتا ہے پھر اس متن کو منشائے

مصنف کے مطابق ترتیب دیتا ہے۔''(۱)

بظاہر کسی تحریر کی منتشر حالتیں ایک سادہ سی بات ہے مگر یہ ایسا محنت طلب کام کا ہے کہ بڑے بڑے جان جوکھوں کی ہمت جواب دے جاتی ہے لیکن حسن طلب کا کھوج عنقا در عنقا ہی ہوتا جاتا ہے اور آخر کار راہی ملک عدم ہوتے ہیں یا تلاش و ترتیب کے کام سے توبہ کر کے کسی دوسرے تک پہنچ پاتا ہے جو مستقل مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ اس فن کے اسرار و رموز سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہو۔ ڈاکٹر گیان چند تدوین کے اصول واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''جس مصنف کے متن کی تدوین کی جائے پہلے اس کے بارے میں جملہ مواد سے آگہی بہم پہنچا لینی چاہیے۔ مصنف کی جملہ تحریروں کو دیکھنے اور اس سے متعلق جو کتابیں اور مضامین ملتے ہیں انہیں پڑھ لیا جائے۔۔۔ اس دور کے معاصر اردو ادب نیز ماقبل ادب پر بھی آپ کی نظر ہونی چاہیے۔''(۲)

تدوین کا فن تحقیق کے گہرے شعور کا غمازی ہے یہ مدون ہی ہوتا ہے جو پرانی کتابوں، مخطوطوں اور دور دراز کی بوسیدہ الماریوں کے زنگ آلود تالوں کو شوق و ذوق کی چابی سے کھولتا اور پھر جذبہ تلاش حق کے تحت اس نقش اوّل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو صدیوں پہلے مصنف کے قلم سے ادا ہوا۔ اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ فنِ تدوین ہی دراصل علم و ادب ط کرنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

تدوین کے حوالے سے بنیادی باتوں کا ذکر کرنے کے بعد ہم تدوین متن کے حوالے سے مشفق خواجہ کا مقام متعین کرنے کی کوشش کریں گے۔ بحث کا مکمل دائرہ کار کلیات یگانہ کے گرد ہی رہے گا۔

کلیات یگانہ کی تدوین کے معائب و محاسن بیان کرنے سے پہلے ہم کتاب کی مکمل ترتیب کو زیرِ بحث لائیں گے تاکہ مدون کی مرتبہ صلاحیتوں کا اندازہ کیا جا سکے۔

زیرِ نظر کلیات مجلہ صورت میں قارئیں کے ذوق کا سامان پیش کرنے کے لیے مہیا کی گئی ہے۔ مدون کی ذاتی دلچسپی عروج پر پہنچی محسوس ہوتی ہے۔ مجلہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ یگانہ کی تصویر سے مزین ہے۔ اگر تصویر کو ذرا غور سے دیکھا جائے تو یگانہ کی آنکھوں کی چمک دمک ان کے اندر کی کیفیات کی بھرپور عکاسی کرتی نظر آتی ہے۔ حالات سے بڑے اور نئے اور دشوار راستوں پر چلنے کا جو خمیر ان کی ہستی میں تھا ان کے چہرے سے صاف عیاں ہے لہٰذا قاری کلیات کھولنے سے پہلے ہی مشفق خواجہ کے ذوق کی داد اور تحسینی کلمات کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ تصویر کے تقریباً اختتام پر ''مرزا یگانہ چنگیزی لکھنوی'' درج ہے۔ رنگوں کا امتزاج بھی متوازن ہے۔ رواج اور روایت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کلیات کا باقاعدہ آغاز بسم اللہ کے بابرکت کلمات سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد والے صفحے پر ناشر کے

ادارے کا نام جلی حروف میں درج ہے۔ کتاب کے سائز کو اگر مدِنظر رکھا جائے تو قیمت بھی قاری کی دسترس میں آنے کے قابل ہے۔ یہ کلیات پہلی بار جنوری ۲۰۰۳ء میں چھپ کر سامنے آئی تو اس وقت اس کی قیمت پاکستانی روپے میں پانچ سو (۵۰۰) مقرر کی گئی ساتھ ہی غیر ملکی قارئین کے لیے قیمت کو ڈالروں میں بھی لکھ دیا گیا ہے جو کہ اشاعت اوّل میں ۱۳۵ امریکی ڈالر ہیں۔

مشفق خواجہ نے کتاب کی ترتیب میں زمانی تقسیم کو مدِنظر رکھا ہے۔ سب سے پہلے نشترِ یاس کے کلام کو کلیات میں شامل کیا گیا ہے کہاں تک نشترِ یاس کی تفصیل کا تعلق ہے تو یگانہ کا یہ مجموعہ کلام غزلیات، متفرقات، رباعیات اور ایک سہرا پر مشتمل ہے۔

نشترِ یاس کے بعد مشفق خواجہ نے کلیات میں ''آیاتِ وجدانی'' کو جگہ دی ہے ''آیاتِ وجدانی'' (طبع اوّل) کو جگہ دی ہے۔ دیباچہ میں ہمیں یاس یگانہ چنگیزی کے شجرہ نسب کی تفصیل ملتی ہے۔ یہ مجموعہ کلام غزل کے حوالے سے وسیع تر امکانات لیے ہوئے ہے۔ مشفق خواجہ نے اپنی عرق ریزی کا ثبوت دیتے ہوئے غزلیات کے ساتھ سن اشاعت بھی درج کیا ہے۔ یہ بات ان کی تدوین کے میدان میں گہری دلچسپی اور بھرپور ریاضت کی عکاسی کرتی ہے اور صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ مشفق خواجہ نے اسے بارگراں سمجھ کر ہرگز ہرگز پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا۔ بلکہ مسافر کا شوق سفر ہی اسے کوہِ گراں کو سر کرنے کا امید وحوصلہ دیتا دکھائی دیتا ہے۔

''آیاتِ وجدانی'' کے اختتام پر یگانہ کی تحریر کا عکس بھی دیا گیا ہے۔ یہ تحریر مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۸ء کی ہے۔ جس کے اوپر ''اناالموجود'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ تحریر کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یگانہ خوش خط واقع ہوئے تھے گویا کہ یہ خوشخطی زندگی میں ان کے کسی کام نہ آسکی۔

''آیاتِ وجدانی'' کے بعد مرزا یگانہ کی رباعیات کا مجموعہ جو ''ترانہ'' کے نام سے منظرِ عام پر آیا شاملِ کلیات کیا گیا ہے۔ شاملِ حال مجموعہ کو ''اردو بک اسٹال بیرون لوہاری دروازہ لاہور'' سے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ کا آغاز مرزا یاس یگانہ نے ''مغالطہ'' کے عنوان کی تحریر سے کیا ہے جس میں وہ اپنے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اس مغالطہ کو رفع کرنا چاہتے ہیں جو ان کے حالات نے لوگوں کے اذہان میں پیدا کر دیا ہے۔ ذرا یاس یگانہ کی نثری تحریر کے چند جملے دیکھیے اور ان کے نقطوں کے خوبصورت انتخاب کی داد دیجیے۔

> ''میرے نظریہ زندگی کی نسبت عام طور پر لوگ اس مغالطے میں پڑے ہوئے ہیں کہ زندگی کے تلخ تجربات نے میرے نظریہ حیات میں (خدانخواستہ) ایسی افسردگی۔ پیدا کر دی ہے جس سے میری طبیعت پر وقت مکدر رہتی ہے مگر یہ قیاس حقیقت حال سے بعید ہے پست ہمتوں کا ذکر نہیں۔ مردوں کے لیے تو زندگی کے تلخ

تجربے کڑوی دوا کا حکم رکھتے ہیں جو اصلاح مزاج کے لیے ایک ضروری چیز ہے۔ طبیعت کا مکدر رہنا اور نظریہ حیات میں افسردگی پیدا کرنا تو کجا یہی تلخی و ترشی تزکیہ نفس کا آلہ بن کر انسان کو سچی مسرتوں سے شادکام بناتی ہے۔ مسرتیں بھی وہ جوان نجاستوں سے پاک وصاف ہوتیں ہیں مگر پاک اور ناپاک مسرتوں میں فرق کرنا بھی ہراک کا کام نہیں ہے۔''(۳)

درج بالا تحریر اس بات کا اظہار کرتی نظر آتی ہے کہ یگانہ کو اپنے حالات کے دِگر گوں ہونے اور اس پر معاشرتی غیر سنجیدگی کا بھرپور احساس ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اس بات کا ادراک بھی ہے کہ مشکل حالات بھی اللہ کے چند خاص خاص بندوں کے لیے آزمائش کی غرض سے ترتیب دیے جاتے ہیں۔ اگر ہم غالب کی تحریروں کا مطالعہ کریں تو ان کے ہاں بھی ہمیں یہی نظریہ حیات ابھر کر عیاں ہوتا دیکھائی دیتا ہے۔ بلکہ غالب تو رنج میں راحت محسوس کرتے دیکھائی دیتے ہیں۔

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر(۴)

''ترانہ'' کا اختتام بھی یگانہ کی تحریر کے عکس سے ہوتا ہے اس مجموعہ کلام کی یہ بھی انفرادیت ہے کہ تمام رباعیات سنین کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔

مشفق خواجہ نے ترانہ کے بعد اپنی مرتبہ کلیات میں ''آیات وجدانی'' (طبع ثانی) کو شامل کیا ہے۔ اس کے اوپر ۱۹۳۴ء کا سن درج ہے۔

آیات وجدانی طبع ثانی میں طبع اوّل کا تمام کلام شامل ہے جس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مثلث	ایک عدد
اردو غزلیں	گیارہ عدد
فارسی غزلیں	چار عدد
فرد، فارسی	ایک عدد
نعت، اردو	ایک عدد
رباعیات، اردو	اٹھارہ عدد
فرد، اردو	ایک عدد

اس مجموعہ کلام کی ایک خاص بات ''تحفہ ادب'' کے نام سے حوض میں درج مرزا یاس یگانہ کا منفرد مگر نسبتاً عجیب وغریب نام ہے۔ یہ حصہ کلیات یگانہ مرتبہ مشفق خواجہ کے صفحہ ۴۰۷ پر دیکھا جا سکتا

ہے۔ جو یگانہ کی ذاتی اور خود ساختہ انفرادیت کے اظہار کی غرض سے یہاں درج کیا جا رہا ہے۔

''بجناب بییت مآب پیغمبر قہر و عذاب شہنشاہ بنی آدم سرتاج سکندر و جم حضرت چنگیز خاں اعظم قہر اللہ۔۔۔

محسن جانب

مرزا یگانہ چنگیزی لکھنوی''(۵)

حیاتِ وجدانی طبع دوم کے بعد مشفق خواجہ نے حیات وجدانی طبع سوم کو اپنے مرتبہ کلیات کا حصہ بنایا ہے، طبع سوم پر سن اشاعت ۱۹۴۵ء درج ہے مگر مشفق خواجہ کی تحقیق کے مطابق یہ کام ۱۹۴۶ء میں طبعات کے مراحل سے گزرا، جیسا کہ یگانہ کے مختلف مجموعات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ وہ اپنے بارے میں مختلف آداب والقاب کا خود ساختہ اضافہ کرتے رہتے ہیں لہٰذا طبع سوم میں بھی یہ روایت برقرار ہے اور انہوں نے اپنے نام کے ساتھ امام الغزل کا اضافہ کر لیا ہے۔

یہ عمل جہاں ایک طرف ان کی نرگسیت پسند طبیعت کی طرف اشارہ کرتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ احساس کمتری اور زمانے کی نا قدری کا بھی عکاس ہے۔ جہاں تنگ آ کر اور مایوس ہو کر انسان خود اپنا ستائش گر بن جاتا ہے۔

مشفق خواجہ کی تحقیق کے مطابق طبع سوم میں وہ تمام مواد موجود ہے جو طبع دوم میں شامل تھا ساتھ ہی ساتھ جس کلام کا اضافہ کیا گیا ہے اس کی تفصیل مشفق خواجہ نے دیباچہ میں کچھ یوں بیان کی ہے۔

۱۔غزلیات	۳۷
۲۔متفرق اشعار	۴
۳۔رباعیات	۸
۴۔منظومات	۲

طبع دوم میں جہاں اردو شاعری کا اضافہ ہوا تھا وہاں پر فارسی کلام میں بھی نئی چیزیں شامل کی گئی تھیں۔ مگر طبع سوم میں فارسی کے حوالے سے کوئی نئی تحریر شامل اشاعت نہیں کی گئی۔

اس مجموعہ کلام میں نثر کی بھی تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ ان کی تعداد گیارہ ہے۔ مشفق خواجہ کے الفاظ میں:

''ان گیارہ تحریروں میں سے صرف ابتدائی دو ایسی ہیں جن کو مجموعہ کلام میں شامل کیا جا سکتا ہے ورنہ باقی تمام تحریریں کسی الگ مجموعے میں ہوتیں تو بہتر تھا''(۶)

اگر مشفق خواجہ کی اس رائے کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات دلیل کی راہ جاتی نظر آتی ہے کہ ان کے اندر مدوں کی مکمل صفات اور جانچ پرکھ کا ملکہ موجود ہے۔ ان کی تنقیدی بصیرت بھی کسی طور پر کم

نہ ہے۔

''گنجینہ'' یہ مجموعہ کلام آیات وجدانی کی تینوں اشاعتوں اور ترانہ کی رباعیات کے اشتراک سے تکمیل پذیر ہوا ہے۔ مشفق خواجہ کی تحقیق کے مطابق اس کا سن مُرتب و اشاعت ۱۹۴۷ء بنتا ہے۔ وہ درج ذیل ہے۔

غزل	ایک
رباعیت	۲۳

یہ مجموعہ دارالاشاعت لاہور سے شائع کروایا گیا۔

مشفق خواجہ ''مآخذ'' میں اس مجموعہ کی اشاعت کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''انہوں نے گنجینہ مرتب کر کے اور اشاعت کے لیے سجاد ظہیر کو دی۔ اس زمانے میں کمیونسٹ پارٹی کے اشاعتی ادارے قومی دارالاشاعت کی شاخ لاہور کی طرف سے اردو کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ گنجینہ کا مسودہ لاہور بھیجا گیا۔'' (۷)

مشفق خواجہ نے گنجینہ کا وہ مسودہ بھی شاملِ کلیات کیا ہے جو یگانہ نے مرتب تو کیا تھا مگر اپنی زندگی میں اسے اشاعت نہ کروا سکے۔ اس کے بعد غیر مدون کلام شامل کیا گیا ہے۔

باقیات کسی بھی شاعر ادیب کے ادب کا وہ حصہ ہوتا ہے جو وہ مرنے کے بعد چھوڑ جاتا ہے مگر وہ عوام تک رسائی اور داد کا مستحق ہونے کے باوجود بھی اکثر نہاں خانوں میں پوشیدہ رہتا ہے۔ اگر کسی ادیب کو کوئی محنتی محقق و مدون مل جائے تو ایسا ادب بھی منظر تمام پر آ جاتا ہے۔

یگانہ اس کے حوالے سے خوش قسمت واقع ہوئے ہیں کہ انہیں مشفق خواجہ جیسا محنتی اور عرق ریز قدر شناس میسر آیا۔ مشفق خواجہ نے اپنے شوق اور جاں فشانی سے یگانہ کی باقیات کو بھی مرتب کر کے کلیات یگانہ میں شامل کر دیا ہے۔ اس حوالے سے وہ یقیناً تکریم کے قابل ہیں اور موضوع سے اضافہ برتتے نظر آتے ہیں۔

مشفق خواجہ نے کلیات یگانہ کو ایک عام قاری کے لیے سمجھنے کا وسیلہ پیدا کرنے کے لیے آخر میں فرہنگ بھی دے دی ہے اس میں خاص طور پر اس بات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ صرف ان الفاظ کا مفہوم و مطلب درج کیا گیا ہے جو شاعر مراد لینا چاہتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اگر ایک لفظ کے ایک سے زائد معنی بنتے ہوں مگر مشفق خواجہ نے طوالت سے بچنے اور قاری کو مزید کسی مشکل میں ڈالنے کی بجائے اصل معنی شعر درج کیے ہیں اس سے جہاں کلیات کو سمیٹنے میں مدد ملی ہے وہاں پر قاری بھٹکنے سے بھی بچ جاتا ہے۔ مثلاً چند الفاظ اور ان کے معنی دیکھیے:

> ''غبارِ خاطر: دل کی کدورت، رنج، ملال

کلیاں پھوٹنا: پرندوں کے چوزوں کی کھال پر چھوٹے چھوٹے پر
نمایاں ہونا۔
کل پر ہونا: ڈھب، طور، طرح پر ہونا''(۸)

حاشیہ جات کی مدد سے وہ بات جو تفصیل طلب یا رضاحت طلب ہے اس کی وضاحت کر دی گئی اس طرح کلام یگانہ کو سمجھنے میں آسانی اور روانی پیدا ہو گئی ہے۔ حاشیہ کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ مدون کے مدنظر یگانہ کی پوری حیات ہے۔ اس کا دائرہ کار یگانہ کے پورے ادبی سفر تک پھیلا ہوا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی بھی ایسی بات جو تفصیل طلب ہو اس کی وضاحت و تفہیم ہونے سے رہ نہیں گئی۔ بظاہر یہ ایک عام سی بات ہے مگر گہرے مطالعے اور ادبی دلچسپی کے بغیر ایسا ممکن ہونا کوہ ندا حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

کلیات یگانہ کا اختتام آغا جان (فرزند یگانہ) کے خط سے کیا گیا ہے یہ عمل حسن اختتام کے زمرے میں آتا ہے اس خط میں آغا جان نے مشفق خواجہ کو یاس یگانہ کی تمام تحریروں کو شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔

ذرا خط کا متن دیکھیے:

''میں آپ کو اپنے والد مرزا یگانہ کے مطبوعہ، غیر مطبوعہ دیوان، نثری
مضامین اور خطوط شائع کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔''(۹)

ہم اپنے پُرکھوں سے سنتے آئے ہیں کہ مشاورت، سوچ و بچات اور اجازت کسی بھی کام کے لیے باعثِ برکت ہوتا ہے۔ آغا جان کی مدون کو شہرت اس بات پر میر صداقت ثبت کرتی دکھائی دیتی ہے۔ آرنلڈ نے کہا تھا کہ:

''حسن ترتیب ہی دراصل خوبصورتی کا نام ہے۔ کلیاتِ یگانہ مرتبہ
مشفق خواجہ اس کی خوبصورت مثال ہے۔''(۱۰)

آخر میں مشفق خواجہ کے اس دیباچہ کا ذکر کرنا لازمی سمجھتا ہوں جو کلیاتِ یگانہ کے آغاز میں شاملِ کتاب کیا گیا ہے اس میں انہوں فضل انداز میں ان وسائل اور ذرائع کا ذکر کیا ہے جس سے کلیاتِ یگانہ کو مرتب کرنے میں امداد و معاونت حاصل کی گئی ہے۔ پروفیسر انور جمال کے بقول:

''انفرادی اسلوب کے لیے ذاتی کشش اور ندرتِ احساس ناگزیر
شرائط ہیں۔''(۱۱)

دیباچہ کا اسلوب پروفیسر انور جمال کی تعریف پر پورا اترتا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے کہ مشفق خواجہ سے صرف تدوین کے کام میں مکمل مہارت رکھتے ہیں بلکہ صاحبِ اسلوب بھی ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ان کا یہ مرتبہ اور تدوین کام کسی بیش قیمت خزانے سے ہرگز ہرگز کم نہ

ہے تو بے جانہ ہوگا اس موقع پر سرسیّد کا وہ قول شدت سے یاد آرہا ہے کہ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں پُرکھوں کے علمی اور ادبی خزانے پر مثل مارسرگنج بیٹھنے کی بجائے بساط بھر اضافہ کرنا چاہیے۔

لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے دورِ حاضر اور آنے والے کل کے مدون سے یہ توقع وابستہ کی جاسکتی ہے کہ وہ تدوین کے میدان میں نئے نئے امکانات کو روشن کریں گے یقیناً یہ کام مشفق خواجہ کی طرح ان کی پہچان، عزت وموس اور مقام ومرتبہ کا وسیلہ اور ذریعہ ثابت ہوگا۔

حوالہ جات

۱۔ نورالسلام صدیقی، ڈاکٹر، ریسرچ کیسے کریں؟ دہلی: دہلی پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۳ئ ص:۲۱۰

۲۔ گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کا فن، فیصل آباد: روھی بکس،، ۲۰۱۵ئ ص:۵۱۔۲۵۰

۳۔ مشفق خواجہ، مرتب: کلیات یگانہ، کراچی: اکادمی بازیافت، ۲۰۰۳ئ ص:۳۳۱

۴۔ غالب، اسد اللہ خاں، مرزا، کلیات غالب، مرتبہ: حامد علی خاں، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران، ۱۹۹۸ئ ص:۴۹

۵۔ مشفق خواجہ، مرتب: کلیات یگانہ، ص:۴۰۷

۶۔ ایضاً، ص:۷۸

۷۔ ایضاً، ص:۷۹

۸۔ ایضاً، ص:۵۷۔۶۵۶

۹۔ ایضاً، ص:۶۵۹

۱۰۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ارسطو سے ایلیٹ تک، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۷ء

۱۱۔ انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۵ئ ص:۳۸

☆......☆......☆